یاد رفتگاں

تحریر
جناب صاحبزادہ عتیق امجد ابن امجد عارفوالہ

حافظ محمد عبداللہ محدث بڈھیمالوی

محدث العصر حضرت الاستاذ حافظ محمد عبداللہ بڈھیمالوی جو شخصی وجاہت کے ساتھ ساتھ حُسنِ اخلاق سے آراستہ و پیراستہ تھے۔ جنہوں نے اپنی دینی خدمات کے ایسے نقوش چھوڑے ہیں کہ وہ مٹائے نہ مٹیں۔ آپ ایک عظیم شخصیت تھے۔ علم و عمل کا مجسمہ تھے۔ تصورِ انسانیت کی حقیقت سے آشنا تھے۔ تہذیبِ نفس کی اصلاح کی کوشش میں خوفِ خدا اور تقویٰ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ مولانا موصوف ایک ہی وقت میں عزتِ نفس کے حامل، شرم و حیا کے پیکر، دیانت و امانت کا محور، حُسنِ اخلاق کا مجسمہ، بزرگوں کے ہم خیال اساتذہ کے مداح، تلامذہ سے خوش مزاج، بچوں سے محبت و شفقت کی مثال، ظالموں کیلئے شداد، گھر میں حُسنِ سلوک کی عکاسی میں حدیثِ رسولؐ کے مصداق تھے۔ اور ہمہ وقت عبادتِ الٰہی ان کا مشغلہ تھا۔ قرآن و سُنّت کیمطابق عمل کرنا اپنا مقصدِ حیات سمجھتے تھے۔ سُنّتِ رسولؐ سے لمحہ بھر بھی روگردانی کو عذابِ جہنم میں دخول کا سبب خیال کرتے تھے۔ اخلاقی و جمالیاتی اوصافِ حمیدہ سے متصف ہونے کے ساتھ ساتھ ہر روز کم از کم سات پارے تلاوت کرتے تھے اور یہ عادتِ مبارکہ تادمِ زیست باقی رہی۔ بلکہ وفات سے دو دن قبل سخت بیماری کیوجہ سے ایک روز کی تلاوت رہ گئی تو اگلے روز چودہ ۱۴ پارے تلاوت کیئے۔ آخری ایام میں آپکی تکلیف کی شدت کو دیکھ کر ڈاکٹروں نے آپکو مشورہ دیا کہ آپ تلاوت نہ کریں بلکہ کچھ دن آرام فرمالیں تو فرمانے لگے کہ مجھے تلاوتِ قرآن سے نہ روکو۔ مجھے ایسی زندگی کی کوئی ضرورت نہیں

جس میں تلاوت قرآن نہ ہو۔ آپکو یہ خوبیاں ایک حد تک اپنے استاد محترم حضرت حافظ محمد محدث گوندلوی مرحوم کی خدمتِ عالیہ کے صلہ میں ودیعت ہوئی تھیں۔ اُن کی وفات کے بعد بعینہٖ آپ نے بھی اپنے شاگردوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کی مثال قائم کردی۔ اور اپنے شاگردوں کو خدمت کا موقع دیا۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کو نہ صرف آپ سے شرفِ تلمذ حاصل ہے۔ بلکہ آپکے مؤدب شاگرد اور خادم ہونے کا اعزاز بھی حاصل تھا۔ آپ علامہ احسان الٰہی ظہیر کی شہادت کی خبر سُن کر رو پڑے اور فرمانے لگے کہ بیٹا احسان تم ہم سے بہت جلد رخصت ہو گئے ابھی تو ہمیں تیری بہت ضرورت تھی۔

آپکا حلقۂ درس شروع سے آخر تک بہت وسیع رہا۔ آپ نے پوری عمر درس و تدریس میں گزاری۔ پچپن ٥٥ برس تک بخاری شریف پڑھانے کا اعزاز حاصل ہوا۔ تدریس کا شغل جنون کی حد تک آپکے رگ و پے میں بس چکا تھا۔ حتیٰ کہ سخت تکلیف کے باوجود آخر دن تک تفسیر قرآن پڑھاتے رہے۔ جب آپ سے کہا گیا کہ تدریس کو چھوڑ کر کچھ دیر آرام فرمالیں۔ تو آپ فرمانے لگے کہ مجھے پڑھانے میں راحت محسوس ہوتی ہے۔ آپ کے تلامذہ کی فہرست بہت طویل ہے۔ جن میں سے چند کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

شیخ الحدیث مولانا عبدہ صاحب، شیخ الحدیث مولانا احمد ابوالبرکات صاحب، شیخ الحدیث حافظ احمد اللہ صاحب بڈھیمالوی، شیخ الحدیث مولانا صدیق صاحب فیصل آبادی، مولانا یحییٰ صاحب شرقپوری حافظ فتح محمد مرحوم مکہ مکرمہ، مولانا علی محمد صاحب سلفی، شیخ الحدیث حافظ بنیامین صاحب، حافظ محمد یحییٰ صاحب میر محمدی، شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ امجد صاحب چھتوی، شیخ الحدیث مولانا محمد یعقوب مرحوم شیخ الحدیث پیر محمد یعقوب صاحب، شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید صاحب راشد ہزاروی الشیخ اللہ بخش حافظ محمد امین صاحب، قاری محمد یوسف صاحب، مولانا عتیق اللہ صاحب چھتوی، مولانا نعیم صدیقی صاحب

آپ سے شرفِ تلمذ حاصل کرنے والے ہزاروں کی تعداد میں پاکستان، سعودی عرب، بنگلہ دیش، بھارت اور بلتستان میں دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ نے اپنی علمی

زندگی میں مختلف دینی مدارس کو اپنی خدمات کا موقع بخشا۔ ان میں خاص طور پر جامعہ سلفیہ فیصل آباد، جامعہ محمدیہ اوکاڑہ (جہاں آجکل آپ کے داماد مولانا عبدالحلیم شیخ الحدیث کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں) جامعہ چھوک دادو (جہاں آج کل آپ کے بھتیجے مولانا نعیم صدیقی صدر مدرس کے طور پر دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں) مدرسہ دارالحدیث کمیانہ (جہاں آپ کے حقیقی صاحبزادے بطور شیخ الحدیث تدریس کا کام سرانجام دے رہے ہیں) مدرسہ حفظ القرآن والتفسیر ستیانہ بنگلہ (جہاں آپ آخری ایام تک تفسیر قرآن کا دورہ کرواتے رہے۔ اب آپکی وفات کے بعد آپ کے جانشین خاص اور داماد شیخ الحدیث مولانا عبداللہ امجد طلبا کی علمی پیاس بجھانے میں مصروف ہیں) اور جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن شامل ہے۔

آپ اپنی ذات میں ایک انجمن کی خوبیاں رکھتے تھے۔ ہمیشہ اپنے دل میں علم کا درد رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ وفات کے وقت وصیت کرتے ہوئے اپنے صاحبزادوں کو فرمانے لگے کہ اے میرے بیٹو میں نے پوری کوشش کر کے تمہیں دینی تعلیم سے آراستہ کیا ہے۔ بس ہر وقت علم سے لو لگائے رکھنا یہی علم میری وراثت ہے۔ میری اس وراثت کا خیال رکھنا اور میری کتابوں کا ذخیرہ آپ کے پاس میری امانت ہے ان کا مطالعہ کرنا تم پر فرض ہے۔ آپ نے اپنے پیچھے تین صاحبزادے پانچ صاحبزادیاں غم زدہ چھوڑی ہیں۔ بفضل خدا آپکے تینوں بیٹے عالم، فاضل اور صالح ہیں۔ ان کے نام بالترتیب حافظ محمد، پروفیسر احمد ساقی اور قاری محمود الحسن ہیں۔ حافظ محمد صاحب ماشاءاللہ عظیم مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ مایۂ ناز خطیب بھی ہیں اور عرصہ گیارہ سال سے اوکاڑہ شہر میں خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ پروفیسر احمد ساقی اپنے دورِ طالب علمی میں نہ صرف جمعیۃ طلبا اہلحدیث پاکستان کے مرکزی صدر رہ چکے ہیں بلکہ جمعیۃ طلباء اہلحدیث کا قیام بھی آپ ہی کا مرہونِ منت ہے۔ اور آجکل گورنمنٹ کالج اوکاڑہ میں لیکچرار ہیں۔ سب سے چھوٹے صاحبزادے قاری محمود الحسن جو کہ کمیانہ ہی میں مدرس ہیں اور آل پاکستان قرأت کانفرنسوں میں انعامات حاصل کر چکے ہیں۔ آپ نے اپنے پیچھے اپنے شاگرد عزیز اور داماد کو اپنی علمی صداقت پر اپنا صحیح جانشین

باقی صفحہ ۸۱ پر